محمد سعید

ڈاکٹر نجم الاسلام اور پروفیسر شفقت رضوی کی باہمی مراسلت

ڈاکٹر نجم الاسلام اور پروفیسر شفقت رضوی اردو ادب، اور خاص کر اردو تحقیق کی اہم شخصیات ہیں۔ دونوں کے درمیان رشتے کی وجہ بھی تحقیق ہی تھی۔ حالاں کہ بقول ڈاکٹر سید جاوید اقبال دونوں میں ایک ہی ملاقات ہو سکی تھی۔

دونوں شخصیات کم گوئی، کم آمیزی، بزم اجتنابی، تحقیق میں ہمہ تن مشغولیت، دوسرے محققین سے تعاون اور ان کی حوصلہ افزائی جیسی صفات سے متصف تھیں۔

راقم دونوں شخصیات سے ڈاکٹر جاوید اقبال کے توسط سے متعارف ہوا اور انھی کی ترغیب پر ان کی مراسلت کو مرتب کر کے پیش کر رہا ہے۔ یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دونوں فاضلان کا تعارف پیش کر دیا جائے۔

ڈاکٹر نجم الاسلام

ڈاکٹر نجم الاسلام (۱۹۳۳ء۔۱۳ر فروری ۲۰۰۱ء)[۱] روہیل کھنڈ کے قصبے بجنور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ بجنور کے شیخ زادوں کی نسل سے تھے۔[۲] ابتدائی تعلیم بجنور ہی میں حاصل کی۔ بی۔اے میرٹھ کالج سے کیا۔ پاکستان آنے کے بعد ایم۔اے (۱۹۶۰) اور پی ایچ۔ڈی (۱۹۶۹) سندھ یونیورسٹی سے کیے۔[۳] پی ایچ۔ڈی میں آپ کے تحقیقی مقالے کا موضوع ''دبستانِ دہلی کی نثر'' تھا۔[۴]

پہلی ملازمت ماہ نامہ ''معیار'' (میرٹھ) کی ادارت (۱۹۵۱۔۱۹۵۹ء) تھی۔[۵] پاکستان آنے کے بعد انھوں نے پہلے ماڈرن ہائی اسکول (سکھر)[۶] پھر غزالی کالج لطیف آباد حیدر آباد اور بعد ازاں سندھ یونیورسٹی (جنوری ۷۰ء تا وفات) میں ملازمتیں کیں۔[۷] وہ شعبۂ اردو کے صدر ہو کر ریٹائر ہوئے۔

پہلی کتاب ''ابھرتی کرنیں'' (معیار کے منتخب افسانوں ڈراموں پر مشتمل، ۱۹۵۴ء) تھی۔[۸] اس کے علاوہ دین و ادب، دو آہنگ اور مطالعات دیگر اہم کتابیں ہیں۔ کتابوں کے علاوہ کثیر تعداد میں تحقیقی مقالے، مضامین، تبصرے اور فارسی و سندھی نظم و نثر کے تراجم بھی آپ کی تحقیقی اور ادبی خدمات کے سفر کے نشانِ راہ ہیں۔[۹]

آپ کا ادبی کام ایک نہیں کئی پی ایچ۔ڈی کا متقاضی ہے۔ (ڈاکٹر نجم الاسلام پر پی ایچ۔ڈی کا ایک مقالہ پروفیسر انعام الحق عباسی بعنوان ''ڈاکٹر نجم الاسلام کی ادبی خدمات کا تحقیقی جائزہ'' لکھ رہے ہیں)[۱۰]

ڈاکٹر نجم الاسلام جامع الصفات اور جامع العلوم شخصیت تھے ''تحقیق و تنقید ان کا اوڑھنا بچھونا تھے''۔[۱۱] ''وہ ایک پر خلوص اور شریف طبع انسان تھے۔ کم گو تھے، تحقیق کا صاف ستھرا ذوق رکھتے تھے''[۱۲] ''خاموش طبیعت، نرم دل، شفیق انسان تھے ......ان کے چہرے پر کبھی پریشانی، غصہ یا ناراضگی نہیں دیکھی''[۱۳] عموماً محفلوں سے اجتناب برتتے تھے۔

''.......محفلوں، مجلسوں، مذاکروں، مشاعروں اور ادبی سنگتوں میں سبھی نظر آتے، مگر ایک نجم الاسلام دکھائی نہ دیتے.......استفسار پر اتنا پتا چلا کہ وہ کم سخن ہیں، کم آمیز ہیں اور 'ہاؤ ہو' قسم کی محفلوں میں جانے سے اجتناب برتتے ہیں۔''۱۴

تحقیق میں گم مگر وسعتِ تحقیق پر کمر بستہ رہتے تھے۔ نئے نئے محققین بنانا، نو واردانِ تحقیق کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کرنا، نئے پرانے محققین کو مختلف النوع موضوعات پر آمادۂ تحقیق کرنا۔ ہر دم یہ کوشش کہ تحقیق کا دامن وسیع تر ہوتا رہے۔ بس یہی مقصدِ زندگی تھا جو مرتے دم تک رہا۔

ڈاکٹر نجم الاسلام کی تحقیق شیفتگی:

ڈاکٹر نجم الاسلام تحقیق کے آدمی تھے۔ دن رات تحقیق میں بسر ہوتے۔

''وہ دنیائے تحقیق کے آدمی تھے، ادبی تلاش و جستجو ان کا خاص میدان تھا۔ ایسے کام میں 'ہاؤ ہو' کا گزر نہیں ہوتا۔ سیر سپاٹے کی گنجائش نہیں۔ یہ تو پتا مارنے کے مترادف ہے۔ کوہ کندن، کاہ بر آوردن کی مثال ہے۔......محقق اپنے لہو کے چراغ جلا کر ادب کے آثار کا کھوج لگاتا ہے......
ہمارے محترم ڈاکٹر نجم الاسلام مرحوم ایسے ہی محققین میں تھے۔ بھلا انھیں کہاں فرصت کہ.......
مشاعرہ سماعت فرماتے رہیں، دوستوں کے ساتھ ہوٹلوں میں بیٹھے چائے کی پیالیاں انڈیلتے رہیں۔ وہ تو اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ تحقیق کے گھنے جنگل میں آبلہ پائی کرتے گزار دینا چاہتے تھے۔ اور انھوں نے زندگی بھر یہ کارنامۂ عظیم انجام دیا......اور آنے والے محققوں کے لیے راہ اجال گئے''۔۱۵

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی کی صدارت سنبھالنے کے بعد ہی سے ذہین طلبہ کو تحقیق کی جانب راغب کرنا شروع کر دیا تھا۔ پی ایچ۔ ڈی اور ایم۔ فل تو ایک طرف،

''ڈاکٹر صاحب نے شعبہ اردو کے ایم۔اے فائنل کے امتحان میں ذہین طلبہ کے لیے کسی خاص موضوع پر مقالے کو ضروری قرار دیا......ڈاکٹر صاحب کے پروفیسر ایمر طیس (ایمرطس) بن جانے کے بعد ڈاکٹر نجم الاسلام کی سرکردگی میں شعبۂ اردو نے ایک پالیسی کے طور پر اس روش کو اختیار کیا اور اس طرح ایک شعبہ اردو نے اتنے ایم۔ فل اور اتنے پی ایچ۔ ڈی پیدا کیے کہ سندھ یونیورسٹی کے دوسرے تمام شعبوں نے مل کر بھی نہ کیے ہوں گے''۔۱۶

اسی تحقیقی منصوبے کو آگے بڑھاتے ہوئے شعبۂ اردو سے تحقیقی مجلّہ ''تحقیق'' کا اجرا کیا۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ فرماتے ہیں ''ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب سے معلوم ہوا کہ رسالہ تحقیق نجم الاسلام ہی نے شروع کیا تھا۔ اس کا نام بھی انھوں ہی نے تجویز کیا تھا''۔۱۷

رسالہ تحقیق جاری ہوا اور بہت جلد وقعت و اہمیت اور معیار کے حوالے سے بین الاقوامی حیثیت کا حامل ہو گیا۔۱۸

ڈاکٹر نجم الاسلام کی جاں کاہی کی بدولت ہی 'تحقیق' وقعت، اہمیت اور معیار کی بلندیوں کو چھوتا چلا گیا جس میں

پاکستان اور ہندوستان بھر کے محققین اور خاص طور پر اساتذہ جامعۂ سندھ کی نگارشات اور تحقیقی مقالے شائع ہوئے جن میں موضوعات کی وسعت تحقیق کی گیرائی اور گہرائی سبھی کچھ موجود ہوتا۱۹۔ ڈاکٹر نجم الاسلام نے ''تحقیق'' کو اردو کی تحقیقی دنیا میں انتہائی اونچے مقام پر پہنچا دیا تھا۲۰۔

ڈاکٹر نجم الاسلام نے فروغِ تحقیق کے ہر پہلو پر کام کیا۔ انھوں نے کئی اعلیٰ پائے کے محققوں میں تحقیق کا شوق جوان رکھا۔ متعدد محققین اپنی تحقیقی کامیابیاں ڈاکٹر نجم الاسلام کی مرہونِ منت مانتے ہیں۔ ڈاکٹر الیاس عشقی، وفا راشدی، ڈاکٹر جاوید اقبال اور ڈاکٹر معین الدین عقیل کے اعترافات:

> ''ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب ہمیشہ مجھے اپنے کام کی تکمیل کے لیے راغب کرتے رہے...... میں ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب کی مستقل مزاجی کو کبھی فراموش نہیں کر سکوں گا کہ انھوں نے کوئی لمحہ ایسا فروگزاشت نہیں کیا جب انھوں نے اپنے (میرے) پی ایچ۔ ڈی کے مقالے کو مکمل کرنے کے لیے مجھے آمادہ کرنے کی کوشش نہ کی ہو...... آج میں سوچتا ہوں تو مجھے خیال ہوتا ہے کہ ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب کی مسلسل یاد دہانیوں کو میرے پی ایچ۔ ڈی کے مقالے کی تکمیل میں کوئی کم اہمیت حاصل نہیں ہے''۔۲۱
>
> ''انھوں نے میرے مقالے (پی ایچ۔ ڈی) کی تیاریوں میں اول تا آخر دلچسپی لی۔ بعض اہم اور انتہائی ضروری کتب و رسائل اور ماخذ کے حصول میں دشواریاں پیش آئیں تو فقط نجم الاسلام صاحب کی بر وقت مدد اور مشوروں سے آسان ہو گئیں۔ میں ان کا یہ احسان زندگی بھر فراموش نہیں کر سکتا''۔۲۲
>
> ''ڈاکٹر نجم الاسلام نے مجھے ایم۔ فل میں 'اردو تبصرہ نگاری، آغاز و ارتقا' موضوع دیا تھا۔ یونیورسٹی کے متعدد پروفیسروں نے ڈاکٹر نجم الاسلام کو مشورہ دیا کہ آپ جاوید کو اسی موضوع پر پی ایچ۔ ڈی کرا دیں ان کا فرمانا تھا کہ ابھی ان کی عمر ہی کیا ہے۔ انھیں دو ڈگریاں لینی چاہییں''۔۲۳

ڈاکٹر جاوید نے یہ بھی بتایا کہ پروفیسر ڈاکٹر قاضی خادم، ڈین آرٹس فیکلٹی بھی یہ اعتراف کرتے تھے کہ اُن کا پی ایچ۔ ڈی ڈاکٹر نجم کی بار بار تحریک کا نتیجہ ہے اور وہ جب یونیورسٹی میں لیکچرر کی حیثیت سے آئے تھے اس وقت بھی وہ عالم مشہور تھے۔

> ''ڈاکٹر نجم صاحب کی خط و کتابت کے نتیجے میں معین الدین عقیل صاحب کو رسمیاتِ مقالہ نگاری کے سلسلے میں کچھ لکھنے کی تحریک ہوئی...... آگے چل کر ڈاکٹر نجم کی مستقل حوصلہ افزائی نے عقیل صاحب کو یکے بعد دیگرے کتنے ہی اعلیٰ درجے کے تحقیقی مقالے لکھنے کی تحریک دی... 'بیتی کہانی' ...... کی اشاعت ڈاکٹر نجم کی حوصلہ افزائی .... اور معاونت ہی کا نتیجہ تھی''۔۲۴

ڈاکٹر نجم الاسلام نے اپنے تحقیقی تحرک سے پورے شعبۂ اردو میں بھی تحقیق کا جذبہ بیدار کر دیا تھا۔ ڈاکٹر فدا حسین انصاری کا کہنا ہے:

> ''ڈاکٹر صاحب نے جامعہ سندھ شعبۂ اردو سے منسلک (مرد و خواتین) پروفیسر صاحبان کو تحقیقی کاموں میں مصروف کر دیا تھا.......... ڈاکٹر صاحب کی شخصیت ریسرچ اسکالرز کے لیے

تربیت گاہ کا درجہ رکھتی تھی۔ آپ اپنے احباب اور شعبے کے نو واردین میں ہمہ وقت تحقیقی شعور بیدار رکھتے تھے"۔۲۵

ڈاکٹر نجم الاسلام نئے محققین کی حوصلہ افزائی فرماتے اور ان کی بھرپور معاونت فرماتے۔ یہاں تک کہ معمولی دفتری کارروائیوں تک میں رہنمائی کرتے اور آگے بڑھ کر معاملات حل کرواتے تاکہ محققین ان معاملات میں الجھ کر تحقیق سے دل برداشتہ نہ ہو جائیں۔

> "ڈاکٹر نجم نو واردانِ ادب کی حوصلہ افزائی کرتے اور شفقت کا سلوک کرتے تھے۔ ایم۔اے میں داخلے کے بعد جب مجھے 'میر تقی میر کے مقطعے' کے عنوان سے مضمون لکھنے کے لیے کہا گیا...... اپنی پہلی کاوش..... ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کی....... آپ نے...... پورا مضمون پڑھا....... سراہا ......اور..... کہہ دیا........ اسے جہاں چاہو شائع کرادو"۔۲۶
>
> "وہ دوسروں کی حوصلہ افزائی کرکے چراغ سے چراغ جلانے کا اہتمام کر رہے تھے"۔۲۷
>
> "ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب (نے)........ مجھے جام شورو آنے کی دقت سے بچانے کے لیے مشورہ دیا کہ طالبہ کے کسی عزیز کو بھیج دیا جائے۔ چناچہ میرے بڑے بھائی..... اسناد اور خاکہ وغیرہ لے کر جامعہ سندھ گئے...... نجم صاحب دفتری کارروائیوں کے لیے ہر جگہ ساتھ گئے..... بھائی صاحب کو کراچی کی بس میں سوار کرانے اڈے تک ساتھ آئے"۔۲۸

ڈاکٹر نجم الاسلام محققین کو نئے نئے موضوعات پر تحقیق کے لیے ابھارتے اور ارادہ باندھنے والوں کے آگے یاد دہانیوں کا تانتا باندھ دیتے۔ یہ حقیقت ہے کہ ادب کا یہ درخشندہ نجم تاعمر ضوفشانی کرتا رہا۔ ادب میں تحقیق کے وہ دھارے پیدا کر گیا جن سے کئی دریا جنم لیں گے۔ "ہمیں چاہیے کہ ہم انھی کی طرح جوش، جذبے اور لگن کے ساتھ اور انھی کی طرح صلے اور ستائش کی پروا نہ کرتے ہوئے ان کے مشن کو آگے بڑھائیں"۔۲۹

پروفیسر شفقت رضوی

دنیائے اردو ادب میں شفقت رضوی کے نام سے جانے جانے والے سید شفقت رضوی ۱۵ر مارچ ۱۹۲۷ء کو دکن میں پیدا ہوئے۔ دکن ان کا آبائی وطن نہیں تھا۔ ان کے ددھیال کا تعلق لکھنؤ اور ننھیال کا تعلق علی پور (یو پی) سے تھا۔ خاندان کے بڑے تلاشِ معاش کے سلسلے میں حیدر آباد پہنچے۔ اس خاندان کے کئی افراد قانون کے پیشے سے وابستہ رہے۔ خود شفقت رضوی کے والد اکبر حسین رضوی ماہر و مستند وکلا میں گردانے جاتے تھے۔

ایک بہن اور چھے بھائیوں میں شفقت رضوی کا پانچواں نمبر تھا۔ میٹرک ۱۹۴۳ء میں دکن سے کیا۔ دوسرا میٹرک ۱۹۴۵ء میں علی گڑھ سے کیا۔ تین مرتبہ انٹرمیڈیٹ میں داخلہ لینے کے باوجود بوجوہ انٹر نہیں کر سکے اور تعلیم پرائیوٹ طور پر مکمل کی۔ (انٹر۔۱۹۵۲، بی۔اے ۱۹۵۴ء، ایم۔اے سیاسات ۱۹۵۶ء، ایم۔اے اردو ۱۹۶۱ء جامعہ عثمانیہ)۔

اگست ۱۹۶۱ء میں کراچی آئے اور حیدر آباد دکن میں ملازمتی دشواریوں کی اطلاع پا کر واپسی کا ارادہ ترک کردیا۔ کراچی میں متعدد ملازمتیں کرنے کے بعد بالآخر ۱۹۶۳ء میں نیشنل کالج میں لیکچرر ہوئے اور ۱۴ر مارچ ۱۹۸۷ء میں رٹائر ہوئے۔

۱۹۵۰ء میں شادی کی۔ اولاد میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں اپنے سسر کا گھر چھوڑنے کے بعد ان کے والد نے اپنے کسی دوست کے ایک خالی مکان میں رہائش اختیار کی۔ اس مکان میں کتابوں اور مختلف ادبی رسائل کے انبار لگے تھے۔ اس انبار نے شفقت رضوی کے شوقِ مطالعہ کو نہ صرف جلا دی بلکہ ان کے مطالعے کی خوراک بھی بنا۔

تحریری کام کی ابتدا: ۱۹۳۸ء میں بچوں کے ''سب رس'' میں ٹیگور پر مضمون پہلی تحریر تھی۔ علی گڑھ کے زمانہ طالب علمی کے دوران ایک تنقیدی مضمون لکھا جو حیدر آباد کے رسالے ''شہاب'' میں شائع ہوا۔ پہلا افسانہ ''سازِ شکستہ'' 'انجام' دہلی میں چھپا۔ ۱۹۵۲ء تک متعدد افسانے اور تحقیقی وتنقیدی مضامین ضبطِ تحریر میں لا چکے تھے جو ہندوستان کے مؤقر رسائل میں شائع ہوئے۔ اس کے بعد لکھنا ترک کر دیا۔ دوبارہ لکھنے کی تحریک ۱۹۷۲ء میں ہوئی۔

شفقت رضوی ترقی پسند تحریک سے متاثر تھے۔ مخدوم محی الدین اور حسرت موہانی کی شخصیات سے گہرا اثر قبول کیا۔

موضوعات: شفقت رضوی نے افسانے کی صنف کو ذریعۂ اظہار بنایا اور اس کے ساتھ ساتھ تحقیق وتنقید بھی جاری رہی۔ اپنے تحقیقی کام کے دوسرے مرحلے (۱۹۷۲ تا آخر) میں ان کی توجہ زیادہ تر تحقیقی موضوعات پر رہی۔ ان کی تحقیق یوں تو کثیر الجہت ہے لیکن اس میں دو بڑے دائرے واضح طور پر نظر آتے ہیں، ایک حسرت شناسی دوم حیدر آباد دکن۔

حسرت موہانی کے حوالے سے ان کی تالیفات مولانا حسرت موہانی۔ مجاہدِ آزادیٔ کامل، مولانا حسرت موہانی (کتابیات)، مطالعہ حسرت موہانی، بیگم حسرت موہانی۔ حیات وسیرت، مضامین حسرت موہانی، مولانا حسرت اور بیگم حسرت (خطوط کی روشنی میں)، تذکرہ شعرا از حسرت موہانی اس بات کا ثبوت ہیں کہ حسرت موہانی پر شفقت رضوی نے کتنا کام کیا ہے۔

دوسرا اہم موضوع حیدر آباد دکن ہے۔ اس سلسلے میں سراج اورنگ آبادی۔ حیات اور فکر وفن، مہ لقا بائی چندا، فیضانِ دکنی، مخدوم محی الدین۔ حیات وادبی خدمات، اذکارِ دکن، تحقیقی نقوش وغیرہ اہم تحقیقات ہیں۔

شفقت رضوی کم آمیز اور گوشہ گیر تھے۔ شہرت کے مطلق خواہاں نہیں تھے۔ ادبی محافل کو اپنے لیے پسند نہیں کرتے تھے۔ رٹائرمنٹ کے بعد تو تمام وقت خاموشی کے ساتھ تحقیق وتصنیف میں صرف کیا۔ کثیر تحقیقی مواد جمع کر رکھا تھا۔ چاہتے تھے کہ کوئی دوسرا بھی اس تحقیقی مواد سے استفادہ کرے۔ اگر کوئی اس تحقیقی مواد سے استفادے کی خواہش ظاہر کرتا تو فوراً اسے سونپ دیتے اور خوشی محسوس کرتے۔ عزم آہنی تھا۔ ۱۹۸۲ء میں سگریٹ نوشی فضول محسوس ہوئی تو ایسا ترک کیا کہ پھر کبھی سگریٹ کو منہ نہیں لگایا۔ اواخرِ ۹۷ء میں دل کا دورہ پڑا مگر نہ صرف یہ کہ جاں بر رہے بلکہ تحقیق سے بھی منہ نہیں موڑا۔

جامعہ سندھ، شعبہ اردو سے خاص قلبی تعلق تھا۔ جس کے گواہ وہ خطوط ہیں جو انھوں نے وقتاً فوقتاً ڈاکٹر نجم الاسلام کو لکھے۔ یہی تعلق خاص اس بات کا محرک ہوا کہ ان کے خطوط مرتب کیے جائیں تا کہ سند وحوالے کا کام دیں۔

(استفادہ از ''شفقت رضوی کی حسرت شناسی اور تحقیقی کاوشیں'' مصنف: عشرت مرتضٰی، ادارہ انشا حیدر آباد، ۲۰۰۳ء)

(۱)

شفقت رضوی

بی ۵۵/حق باہو پلازہ

گلشن اقبال۔ بلاک ۱۳ اسی

کراچی ۷۵۳۰۰

۳۰ راگست ۱۹۹۴ء

محترم، سلام علیکم

آپ کی عنایت کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے غیاث صاحب کے ذریعے ''تحقیق'' کا شمارہ ۷ بھجوایا۔ ۳۰ میں اسے دیکھ رہا ہوں بے حد معلومات افزا مضامین ہیں۔ اس میں ''دیوان مہ لقا بائی چندا'' ۳۱ کا تعارف ۳۲ بھی ہے جس کی شمولیت پر میں آپ کا اور محترمہ رابعہ اقبال ۳۳ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تقریباً ایک سال قبل میں نے اپنی مرتبہ کتاب ''مکاتیبِ اقبال بنام مولانا سید سلیمان ندوی'' ۳۴ روانہ کی تھی معلوم نہیں ہوسکا کہ جن صاحبزادہ کے ذریعہ بھجوائی تھی انہوں نے آپ تک پہنچائی یا نہیں۔ تین چار روز قبل مرزا سلیم بیگ صاحب ۳۵ سے ملاقات ہوئی تھی اور خیال تھا کہ اس کے دوسرے روز یعنی گذشتہ جمعرات کو بھی وہ ملیں گے اس لئے آپ کے لئے اور سیمینار ۳۶ کے لئے اپنی کتاب ''مطالعہ حسرت موہانی'' ۳۷ ساتھ لے گیا تھا جس جلسہ میں ملاقات کی توقع تھی وہاں وہ نہیں پہنچے۔ میں نے دو جلدیں جناب حمایت علی شاعر ۳۸ کو دے دی ہیں تا کہ وہ موصوف کے ذریعہ آپ تک پہنچ جائیں اگر ابھی تک آپ کو نہیں ملی ہیں تو مرزا صاحب ۳۹ سے کہیں وہ وہاں سے حاصل کر کے آپ تک پہنچانے (کی) زحمت گوارا کریں۔ یہ کتاب مولانا حسرت ۴۰ کے بارے میں ایسے موضوعات پر ہے جن کی جانب تا حال توجہ نہیں کی گئی مجھے امید ہے کہ آپ کو پسند آئے گی اور بعد مطالعہ اپنے خیالات سے آگاہ فرمائیں گے۔

ایک اور کتاب ''مخدوم محی الدین، حیات و شاعری'' ۴۱ ابھی ابھی شائع ہوئی ہے۔ میں نے کسی کو ابھی تک بھیجی نہیں ہے اگر موضوع سے آپ کو دلچسپی ہو تو آپ کی خدمت میں روانہ کروں۔

ایک اور کتاب ۴۲ آئندہ ہفتہ میں شائع ہو جائے گی۔ میرے پاس ریاست حیدر آباد سے مالی اعانت حاصل کرنے والے علماء ادبا اور شعراء کے بارے میں دستاویزات کا بڑا ذخیرہ ہے ان پر انحصار کرتے ہوئے میں نے داغ ۴۳ جلیل ۴۴ مولانا ظفر علی خان ۴۵ عبدالحلیم شرر ۴۶ نظم طباطبائی ۴۷ غلام یزدانی ۴۸ مولانا سلیمان ندوی ۴۹ علامہ اقبال، حفیظ جالندھری ۵۰ اور جوش ۵۱ پر تفصیلی مضامین اس کتاب میں شامل کئے ہیں۔ انشاء اللہ آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

عرصہ سے حیدر آباد آنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ وہاں سے آنے والوں سے آپ کی خیریت معلوم ہوتی رہتی ہے۔

(۲)

سی۔۲۷، بلاک۔سی، یونٹ نمبر ۶،

لطیف آباد، حیدر آباد، سندھ، پاکستان

فون: ۸۶۳۱۰۲

تاریخ: ۱۵۔۹۔۱۹۹۴

محترم پروفیسر صاحب! سلام و آداب

والا نامہ مورخہ ۳۰ راگست (بابت رسید تحقیق شمارۂ ہفتم) ۵۲ موصول ہوا۔ اظہار پسندیدگی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شمارۂ ہفتم میں آپ کی کتاب پر تبصرہ لکھنے کا شکریہ صدر شعبہ مسز رابعہ اقبال کو پہنچا دیا گیا، بلکہ آپ کا خط پڑھوا دیا گیا۔ خط میں مذکور

آپ کی دونوں مرسلہ کتابیں (مکاتیب اقبال بنام سید سلیمان ندوی اور مطالعۂ حسرت موہانی) نہیں ملیں۔ ان کا دیکھنا بالکل یاد نہیں۔ حمایت صاحب سے اب رابطہ نہیں رہا۔ وہ کب کے رٹائر ۵۳ ہو کر کراچی میں مقیم ہیں۔ مکاتیب اقبال ہوسکتا ہے کہ شعبے ۵۴ میں جمع ہو گئی ہو۔ معلوم کیا جائے گا۔

آپ کی تیسری کتاب ''مخدوم محی الدین'' شعبے کی لائبریری کے لیے موزوں ہوسکتی ہے عنایت کیجیے، مگر کسی معتبر ذریعے سے۔ ریاست حیدرآباد سے مالی اعانت حاصل کرنے والے اہل قلم حضرات پر آپ کی کتاب ۵۵ یقیناً دل چسپ اور معلومات افزا ہوگی۔ اس کے شائع ہونے کا انتظار رہے گا۔ آپ کی کتابوں کی رفتارِ اشاعت حیران کن ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے آپ پر۔ حیدرآباد تشریف لانا ہو تو از راہ کرم شرف نیاز حاصل کرنے کا موقع دیجیے، پہلے سے اطلاع ہو جائے گی تو رفقائے شعبہ ۵۶ کو بھی شرف ملاقات حاصل کرنے (کا) موقع مل جائے گا۔ جملہ رفقائے شعبہ کی طرف سے سلام و آداب اور شوق نیاز۔

مخلص:

نجم الاسلام

بخدمت گرامی:

پروفیسر شفقت رضوی صاحب، کراچی۔

(۳)

شفقت رضوی

فلیٹ نمبر ۵۵۔ بی حق باہو پلازہ

بلاک سی۔۱۳ گلشن اقبال کراچی

فون نمبر ۴۹۶۶۴۳۹

۴۷۵۳۴۶

تاریخ ۵ر دسمبر ۱۹۹۴ء

محترم سلام

بہادر یار جنگ اکیڈمی کی جانب سے میری دو کتابیں ''مخدوم؛ محی الدین، حیات اور ادبی خدمات'' اور ''فیضانِ دکن'' آپ کی خدمت میں رجسٹری روانہ کی گئی تھیں۔ اس کی اطلاع نہ تو اکیڈمی ۵۷ کو ملی اور نہ مجھے! براہ کرم اطلاع فرمادیں کہ کتابیں پہنچ گئیں یا نہیں۔

میں نے اپنے سابقہ خط میں گزارش کی تھی کہ مرزا سلیم بیگ صاحب سے کہہ کر حمایت علی شاعر کے ہاں سے ''مطالعہ حسرت موہانی'' کی دونوں جلدیں منگوالیں۔ کیا حمایت کے امریکہ جانے سے قبل موصوف نے کتابیں حاصل کرلی تھیں یا نہیں؟

''بیگم حسرت موہانی'' ۵۸ پر میری کتاب ۵۹ چھپ گئی ہے ٹائٹل چھپ رہا ہے جلد بندی ہو رہی ہے امید ہے ۱۵، ۲۰ دن میں شائع ہو جائے گی۔ یہ سال کچھ زیادہ ہی اچھا رہا۔ یہ اس سال کی چوتھی کتاب ۶۰ ہوگی۔

میں مولانا حسرت موہانی کا تذکرۃ الشعرا ۶۱ مرتب کر رہا ہوں۔ انہوں نے تقریباً ۱۰۰ شاعروں کے حالات شائع کئے تھے ۸۶ مضامین فراہم ہوگئے ہیں حواشی لکھ رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ شاہ حاتم ۶۲ کے بارے میں ان کے دو مضامین اور میرا حاشیہ چھپ جائے تو صاحبانِ نظر کی آراء معلوم ہوسکیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ ''تحقیق'' ۶۳ اس کو قبول کر سکے گا یا نہیں۔ چند

دنوں میں اسے روانہ کردوں گا۔آپ فیصلہ کریں کہ وہ تحقیق کے معیار اور مزاج کے مطابق ہے یا نہیں۔

امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔شعبہ کے تمام صاحبان کی خدمت میں سلام۔

شفقت رضوی

(۴)

شفقت رضوی،

فلیٹ نمبر ۵۵۔بی حق باہو پلازہ

بلاک سی۔۱۳،گلشن اقبال کراچی

فون نمبر ۴۹۶۶۴۳۹

۴۷۵۳۴۶

تاریخ ۱۸رمئی 1995

محترم سلام علیکم

میں نے کتاب ''مطالعہ حسرت موہانی'' بھجوائی رسید نہیں ملی۔کتاب ''بیگم حسرت موہانی'' روانہ کی رسید نہیں ملی۔

میں نے مضمون ۶۴ بھجوایا، نہ رسید ملی نہ اس کے بارے میں آپ کا فیصلہ۔

اب تو حیدرآباد میں امن ہوگیا ہے، ہاں گرمی شدید ہے۔

مندرجہ بالا امور کی یاددہانی کے سوا ایک ضروری امر کی وجہ سے خط لکھ رہا ہوں۔میری کتاب ''بیگم حسرت موہانی'' میں ایک بڑی غلطی رہ گئی ہے قبل اس کے کہ آپ یا کوئی صاحب اعتراض کریں براہ کرم کتاب میں تصحیح فرمالیں صفحہ ۸۸ پر ان کی تاریخ وفات غلط ہے، ۸راپریل ۱۹۳۶ء درج ہے براہ کرم اسے ۱۸راپریل ۱۹۳۷ء بنالیں۔میں حیران ہوں کہ یہ ہو کیونکر ہوئی[کذا۔ ہوء]۔مسودہ ضائع ہوگیا، اس لئے کہہ نہیں سکتا غلطی میری ہے یا میرے خوش نویس کی۔پروف ریڈنگ میں بھی اس طرف دھیان نہیں گیا میں اس سہو پر شرمندہ ہوں۔

امید کہ آپ مع الخیر ہونگے۔پرسانِ حال کی خدمت میں سلامِ نیاز

نیازمند

شفقت رضوی

نوٹ:۔اگر جواب دینے کی زحمت کریں تو لفافے پر ٹکٹ نہ لگائیں

ٹکٹ لگانا ایسا جرم ہے کہ جس کی پاداش میں خط مکتوب الیہ تک نہیں پہنچایا جاتا۔

شائد وصولیِ رقم کی خاطر بلا ٹکٹ خط پہنچ جائے۔شکریہ

شفقت رضوی

(۵)

شفقت رضوی

فلیٹ نمبر ۵۵۔بی حق باہو پلازہ

بلاک سی۔۱۳،گلشن اقبال کراچی

فون نمبر ۴۹۶۶۴۳۹

۴۷۵۳۴۶

تاریخ:۲۲راکتوبر ۱۹۹۵ء

محترم، سلام علیکم

عرصہ سے آپ کی خیریت معلوم نہیں ہوئی۔آج کل کراچی اور حیدرآباد کے حالات بالکل ایک جیسے ہیں۔ ہر ایک کی خیر خیریت کی فکر رہتی ہے اور سب کے لئے دعائیں دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہیں۔حالات کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ میری ایک ہی بہن ہے اور وہ لطیف آباد۔۱۱میں رہتی ہے ۶۵ء بہنوئی کا انتقال ہو چکا ہے ایک بھانجا رہتا ہے وہ صاحبزادے اتنے لاابالی ہیں کہ خط کبھی لکھتے نہیں۔سال چھ ماہ میں فون آجاتا ہے۔حالات ایسے ہیں کہ دوسال سے حیدرآباد جانے کی ہمت نہیں ہورہی ہے۔

آپ نے پچھلی بار فون کر کے جس عنایت اور محبت کا اظہار کیا تھا اس کے لئے میں تہ دل سے آپ کا شکر گزار ہوں۔ اس دور میں ایسی کرم فرمائیوں کا تصور بھی ممکن نہیں۔

''تحقیق'' کا شمارہ۔۸ شائع ہو چکا ہوگا ۶۶ء لیکن عدم وصول ہے اگر شائع ہو گیا ہے تو براہ کرم ذریعہ رجسٹری روانہ فرمادیں جیسے ہی رجسٹری مجھے ملے گی ڈاک خرچ بصورت ڈاک ٹکٹ روانہ کردوں گا۔غیاث صاحب کا آنا جانا رہتا تھا تو ''تحقیق'' سہولت سے مل جاتا تھا۔اس طرح ''انشا'' ۶۷ء کے پرچے بھی نہیں ملے۔اگر آپ مناسب سمجھیں تو جیلانی صاحب ۶۸ء کو توجہ دلائیں۔اگر باقاعدہ ''انشا'' روانہ بھی نہ کریں تو کم ازکم وہ شمارہ ۶۹ء تو بھجوادیں جس میں شائد انہوں نے میری کتاب ''مخدوم محی الدین'' پر تبصرہ شائع کیا ہے اس کی اشاعت کی اطلاع مجھے غیاث صاحب ۷۰ء سے ملی تھی یا شاید جاوید اقبال صاحب کے خط سے۔اب صحیح بات یاد نہیں۔

جاوید اقبال صاحب ۱ے جیلانی صاحب اور شعبہ کے دیگر حضرات ۲ے جو غائبانہ طور پر مجھ سے واقف ہیں ان کی خدمت میں سلام۔

امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔

اگر ہمت ہوئی تو جلد حیدرآباد آؤں گا۔

شفقت رضوی

(۶)

شفقت رضوی — فون نمبر ۴۹۶۶۴۳۹

فلیٹ نمبر ۵۵۔بی،حق باہو پلازہ — ۴۷۵۳۴۶

بلاک سی۔۱۳،گلشن اقبال کراچی — تاریخ ۱۱/اپریل ۱۹۹۶ء

محترم،سلام علیکم

میں نے حیدرآباد سے واپس آنے کے بعد ایک کتاب ''اودھ پنچ اور پنچ نگار'' ۳ے آپ کو اور جاوید صاحب کو روانہ کی تھی۔آپ حضرات کو کتاب ملی یا نہیں،معلوم نہیں ہوسکا۔

تحقیق کا شمارہ شائع ہوا یا نہیں۔براہ کرم جب بھی شائع ہو مجھے بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ روانہ کریں۔رجسٹری کا

خرچہ میرے ذمہ۔ جیسے ہی پرچہ ملے گا میں مصارف رجسٹری روانہ کردوں گا۔ میرے مضمون کا کیا حشر ہوا؟

اور سب سے اہم بات یہ کہ پچھلی ملاقات میں آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کے پاس اردوے معلیٰ ۷۴ کے شمارے ہیں براہ کرم کونسے شمارے ہیں مطلع فرمائیں۔ اگر میری نظر سے نہیں گزرے تو میں انہیں دیکھنے کے لئے حاضر ہو جاؤں۔

امید کہ آپ مع الخیر ہوں اور ان چاروں امور کے بارے میں اطلاع دیں گے۔

ایک کتاب ''تحقیقی نقوش'' ۷۵ مزید شائع ہوئی ہے اس میں بارھویں صدی ہجری کے ادبیات دکن ۷۶ پر پانچ مضامین شامل ہیں۔ ڈاک کا اعتبار نہیں کسی معتبر ذریعہ سے بھجوادوں گا۔ فقط

شفقت رضوی

(۷)

شفقت رضوی

۷۔۲۳۔ النور سوسائٹی، ۶۳۶۹۶۷۴

فیڈرل بی ایریا، بلاک ۱۹، کراچی تاریخ: ۹؍مارچ ۱۹۹۸ء

محترم، سلام علیکم۔ عرصہ سے جناب کی خیریت معلوم نہ ہو سکی۔ میں بالوجوہ خط تحریر نہ کر سکا۔ صورتِ حال یہ ہے کہ ۹؍دسمبر ۹۷ء کو صبح سویرے دل کا دورہ پڑا کئی دن ہسپتال میں رہا۔ لفظاً جانبر ہو گیا ہوں معناً نہیں۔ گلشن اقبال کا فلیٹ ۷۷ پانچویں منزل پر تھا اسے بیچنا پڑا۔ فی الحال عارضی طور پر النور سوسائٹی میں مقیم ہوں ۷۸

''تحقیق'' کا عرصہ دوسال سے انتظار ہے اس کا خصوصی شمارہ ۷۹ شائع ہو گیا ہوگا مجھے نہیں ملا۔ اگر شائع ہو گیا ہو تو جناب مشفق خواجہ ۸۰ یا جناب ابوسلمان شاہجہانپوری ۸۱ کے پاس بھجوادیں۔ مجھے مل جائے گا۔ شاید آپ کو علم ہو کہ جنوری میں جناب ابوسلمان صاحب بھی اس مرحلے سے گزرے جس سے میں گزرا تھا۔ عارضہ قلب میں مبتلا ہے (ہیں)۔ ابھی کامل افاقہ نہیں ہوا ہے۔

میرا ایک مضمون ۸۲ آپ کے پاس بطور امانت ہے۔

پرسانِ حال کو سلام۔ اگر جی چاہے تو اپنی خیریت سے مطلع فرمائیں۔ فقط

شفقت رضوی

محترم جناب نجم الاسلام صاحب

حیدرآباد، سندھ

(۸)

سی ۲/۷، بلاک سی، یونٹ نمبر ۶،

لطیف آباد، حیدرآباد سندھ (۷۱۸۰۰)

محترم پروفیسر صاحب! سلام و آداب

عنایت نامہ مورخہ ۹ مارچ جس میں علالت اور پتا تبدیل ہو جانے کی اطلاع تھی، ملا تھا۔ نادم ہوں کہ جواب جلد نہ

دے سکا امید ہے کہ آپ اپنے اخلاق کریمانہ سے کام لے کر معاف فرمائیں گے۔ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اور کیا احتیاطیں چل رہی ہیں؟ اپنا خیال رکھیے۔ اچھا کیا جو آپ نے گھر بدل لیا ڈاکٹر ابوسلمان صاحب جن کی علالت کی خبر آپ کے مکتوب سے ملی تھی، اب کیسے ہیں؟ خدا کرے کہ صحت یاب ہو چکے ہوں۔ انھیں بھی خط لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ رابطے میں آئیں تو میرا اسلام پہنچا کر ممنون فرمائیں اور میری طرف سے مزاج پرسی کریں۔

آپ کی تحقیقی کتاب ''تحقیقی نقوش'' ۸۳ پر تبصرہ تحقیق کے زیر طبع شمارے ۸۴ میں شامل ہے جس کی طباعت آخری مرحلے میں ہے۔ یہ شمارہ دو سالوں کے لیے یکجا نکالا جا رہا ہے اور یونیورسٹی کی پچاسویں سال گرہ تقریبات (۱۹۴۷ء۔۱۹۹۷ء) کا حصہ ہے۔ تیار ہونے پر پیش کیا جائے گا۔

آپ کی امانت مقالہ بعنوان ''علامہ اقبال اور اردوے معلی'' میرے پاس محفوظ ہے ایسی نزاعی نوعیت کا مقالہ ہے کہ مقتضائے حال کے موافق نہیں لگتا۔ ایسی بحثوں کا شاید اب وقت نہیں۔ امید ہے کہ آپ کچھ خیال نہ فرمائیں گے۔ اجازت ہو تو امانت آپ تک پہنچانے کی فکر کروں۔

احترامات کے ساتھ، نیاز مند:

نجم الاسلام

بخدمت فاضل گرامی پروفیسر شفقت رضوی صاحب، کراچی۔

(۹)

سی ۲۷، بلاک سی، یونٹ نمبر ۶،
لطیف آباد، حیدرآباد سندھ (۷۱۸۰۰)
۵/۹/۱۹۹۸

محترم رضوی صاحب!

سلام و آداب

گرامی نامہ مورخہ یکم ستمبر موصول ہوا جس میں تازہ شمارہ رسالۂ تحقیق ۸۵ کا بھیجنے کے لیے کہا گیا ہے۔ یہاں سے جاوید اقبال صاحب کراچی جاتے تھے، انھیں آپ کا اعزازی نسخہ دیا تھا۔ توقع ہے کہ اب تک آپ کو مل چکا ہوگا۔ از راہ کرم مطالعے کے بعد اپنے تاثرات سے نوازیں۔

معلوم ہوا کہ پچھلے دنوں آپ کو یرقان کی شکایت رہی۔ الحمد للہ کہ جاتی رہی، اپنا خیال رکھیے۔ خدا صحت کلی طور پر بحال رکھے اور آپ علمی کاموں کو انہماک کے ساتھ سرانجام دیتے رہیں۔ ڈاک کے ٹکٹ بھیجنے کی ضرورت نہیں تھی، واپس کیے جاتے ہیں۔

نیاز مند
نجم الاسلام

بخدمت فاضل گرامی پروفیسر شفقت رضوی صاحب
۲۳ ۷۔ النور سوسائٹی، فیڈرل بی ایریا، بلاک ۱۹، کراچی۔

(۱۰)

سی ۲۷، بلاک سی، یونٹ نمبر ۶،
لطیف آباد، حیدرآباد سندھ، پاکستان
فون: ۸۶۳۱۰۲
۹۸/۹/۲۴

محترم پروفیسر رضوی صاحب!

سلام وآداب

گرامی نامہ مورخہ ۲۱ ستمبر موصول ہوا، شکریہ۔ اطمینان ہوا کہ تحقیق کا تازہ شمارہ آپ کو مل گیا۔ مختصر اظہار رائے کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ کے مکتوب میں شامل ہے۔ تفصیلی تبصرے کا انتظار رہے گا۔

بیتی کہانی ۸۶ پر آپ کا انگریزی تبصرہ (مطبوعہ) ملا۔ اور تو سب درست ہے بجز اس کے کہ بیتی کہانی کتابی شکل میں پہلی بار چھپی ہے۔ دراصل دوسری بار طبع ہوئی تھی۔ پہلی بار یہ تحقیق کے شمارۂ مشترکہ (۹۔۸) میں شامل ہو کر چھپی تھی۔

ازکاردکن ۸۷ ابھی مجھ تک پہنچی نہیں ہے، پہنچے گی، کیونکہ سید جاوید اقبال صاحب اس کی خبر دے چکے ہیں۔

نیازمند :

نجم الاسلام

بخدمت گرامی:

جناب پروفیسر شفقت رضوی صاحب، کراچی۔

(۱۱)

شفقت رضوی
۲۳۔ ۷۔ النور سوسائٹی
فیڈرل بی ایریا۔ بلاک ۱۹۔ کراچی

فون نمبر ۶۳۶۹۶۷۴

تاریخ ۲۰ / دسمبر ۱۹۹۹ء

مکرمی ومحترمی تسلیم۔ آپ کو تو شاید میرا نام بھی یاد نہ ہو۔ میں نے یاددہانی کی خاطر اپنی تازہ تالیف ''تذکرۃ الشعراء ازمولانا حسرت موہانی'' ذریعہ ڈاک آپ کے ایک شاگرد افضال احمد بخاری ۸۸ کے ذریعہ روانہ کی تھی۔ مجھے شک ہے کہ انہوں نے آپ کا اور میرا پتہ صحیح لکھا ہوگا۔ اس لئے تشویش ہے، اگر کتاب پہنچ گئی ہو تو وصولی کی اطلاع سے نوازیں اور اس قابل سمجھیں کہ اس پر تبصرہ کیا جاسکتا ہو تو خود تبصرہ فرمائیں یا کسی اور کو حکم دیں۔

پچھلے ۲ ۱/۲ (ڈھائی) سال سے طویل العمری کا خمیازہ بھگت رہا ہوں۔ پچھلے دو ماہ میں دو آپریشن ۸۹ سے گزرا ہوں۔۔ ہوں نا سخت جان۔ دیکھئے یہ سخت جانی کب تک ہے۔ اب زندگی کی اس منزل پر ہوں جہاں نہ جینے کی خوشی ہے اور نہ مرنے کا غم۔

پرسان حال اگر کوئی ہوں تو ان کی خدمت میں سلام۔

(۱۲)

سی۔۲۷، بلاک۔سی، یونٹ نمبر۶،
لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ، پاکستان
فون:۸۶۳۱۰۲
تاریخ:۲۷۔۱۲۔۱۹۹۹

محترم پروفیسر رضوی صاحب!

سلام وآداب

مکتوب گرامی مؤرخہ ۲۰ دسمبر موصول ہوا، شکریہ۔ قبلاً، آپ کی تازہ تألیف ''تذکرۃ الشعراء از حسرت موہانی'' کا ایک نسخہ برائے تبصرہ ڈاک کے ذریعے مل گیا تھا۔ اس کتاب پر عتیق احمد جیلانی صاحب تبصرہ[۹۰] لکھ رہے ہیں۔

آپ ماشاءاللہ تیز رفتاری کے ساتھ اپنے علمی کاموں کو پورا کر رہے ہیں اور بفضلہٖ وہ چھپ کر سامنے بھی آ رہا ہے۔ مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

یہ معلوم کر کے تشویش ہوئی کہ پچھلے دو ماہ میں آپ کو دو آپریشنوں سے گزرنا پڑا۔ شافیِ مطلق صحت کُلّی عطا فرمائے اور مزید بہت سا علمی کام انجام دینے کے لیے سلامت با کرامت رکھے۔

شاہ انجم صاحب[۹۱]، عتیق احمد جیلانی صاحب اور جاوید اقبال صاحب سے آپ کا ذکرِ خیر رہتا ہے۔ ہم سب آپ کے علمی کاموں کی دل سے قدر کرتے ہیں اور آپ کے لیے دست بہ دعا ہیں کہ صحت کاملہ وعاجلہ و مستمرہ عطا ہو۔

مکتوب میں آپ کا فقرہ پڑھا کہ ''طویل العمری کا خمیازہ بھگت رہا ہوں''۔ اس پر مولانا افسر امروہوی[۹۲] یاد آئے۔ وہ مضطر کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

مصیبت اور لمبی زندگانی　　　بزرگوں کی دعا نے مار ڈالا

لیکن یہ محض ایک شاعرانہ بات ہے۔ بہتر بات یہ ہے کہ زندگی کو ایک نعمت اور امانت سمجھ کر بسر کیا جائے۔ اور اچھے کاموں کو، جن میں علمی کام بھی شامل ہے، بیش از بیش انجام دینے کے لیے مالکِ حقیقی سے، زیادہ سے زیادہ مہلت کی تمنا اور امنگ رکھی جائے۔

نیاز مند:
نجم الاسلام

بخدمت گرامی:
جناب پروفیسر شفقت رضوی صاحب
۲۳۷، النور سوسائٹی، فیڈرل بی ایریا، بلاک۔۱۹
کراچی۔

(۱۳)

شفقت رضوی
۲۳-۷۲ النور سوسائٹی
فیڈرل بی ایریا۔ بلاک ۱۹،
کراچی۔
فون نمبر ۶۳۶۹۶۷۴۴

مکرمی ومحترمی۔ سلام علیکم

ذریعہ ہذا ایک مختصر سا مضمون روانہ کر رہا ہوں "تحقیق" کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں۔ ملوم (معلوم) نہیں، امید کہ آپ مع الخیر ہونگے۔

نیاز مند
شفقت رضوی

(۱۴)

شفقت رضوی

مکرمی و محترمی۔ تسلیمات، عرصہ سے نہ خط لکھ سکا اور نہ حیدرآباد آکر حاضر ہو سکا۔ آپ کو اندازہ ہوگا پچھلے ۲ ۱/۳ (ساڑھے تین) سال سے مسلسل بیمار ہوں اور خانہ بدوشی کے عالم (میں) ہوں ۹۳۔ سخت جان ہوں سب کچھ جھیل جاتا ہوں۔

سنا ہے تحقیق کا تازہ شمارہ شائع ہوگیا۔ فضلی سنز ۹۴ کے شوروم میں چار نسخے آئے تھے دو دن میں بک گئے۔ چاہتوں کا بازار گرم ہے اور تحقیق عنقا ہے کل چاہا تھا کہ جناب مشفق خواجہ صاحب کے ہاں ایک نظر دیکھ لیتا۔ انہوں نے کہا بھی "ابھی دیتا ہوں"، لیکن ایک تو ہجوم زیادہ تھا دوسرے ان پر اضمحلال کی کیفیت طاری تھی میں نے دوبارہ کہنا مناسب نہ سمجھا۔

کیا ہمیشہ کی طرح اس سے مستفید ہونے کی سعادت حاصل ہو سکتی ہے۔

اس مسئلہ پر غور فرمائیں،

آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ امید ہے کہ بخیر و عافیت ہونگے اور اگلے شمارے کی تیاری میں ہونگے۔

شفقت رضوی

میرا پتہ
X-175, P.E.C.H.S.
Block 2,
Karachi
Pakistan

حواشی:

۱ سہ ماہی ''انشا'' حیدرآباد، ڈاکٹر نجم الاسلام نمبر (جنوری۔مارچ) ۲۰۰۲ء، ''ڈاکٹر نجم الاسلام (مرحوم)'' ڈاکٹر مختار الدین احمد، ص۔۱۹ (۱۹۔۳۲)

۲ انشاء ''ا'' ص۔۱۹

۳ انشاء ''ا'' ص۔۲۰

۴ 'انشا' نجم الاسلام نمبر، ''ڈاکٹر نجم الاسلام.....چند تاثرات''، ڈاکٹر ممتاز احمد خان، ص۔۹۳ (۹۲۔۹۴)

۵ انشاء ۱ ص۔۱۹ (واضح ہو کہ نازنین سلیم نے اپنے مضمون (انشاء، ص۱۶۲) میں ان کی پاکستان آمد جولائی راگست ۱۹۵۶ء تحریر کی ہے۔)

۶ انشاء ۴ ص۔۹۲

۷ 'انشا'، ڈاکٹر نجم الاسلام نمبر، ''ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے نامور شاگرد، ڈاکٹر نجم الاسلام'' نازنین سلیم، ص۔۱۶۴ (۱۶۱۔۱۷۹)

۸ انشاء ۱ ص۔۱۹

۹ انشاء ۱ ص۔۲۰ تا ۲۷

۱۰ بحوالہ گفتگو وجیہہ الحسن صدیقی، لیکچرر گورنمنٹ ڈگری کالج اینڈ پوسٹ گریجویٹ سینٹر لطیف آباد نمبر ۱۱ (موصوف خود بھی پی ایچ۔ڈی اسکالر ہیں اور رسالہ قومی زبان میں اقبال پر شائع ہونے والے مضامین کا تحقیقی جائزہ لینے میں مصروف ہیں۔

۱۱ انشاء، ص۔۹۴

۱۲ 'انشا' نجم الاسلام نمبر، ''ڈاکٹر نجم الاسلام، چند یادیں''، پروفیسر سید سلطان محمود حسین ص۔۲۷

۱۳ 'انشا' نجم الاسلام نمبر، ''علم کا خزانہ اور مہربان ہستی'' عتیق محمد میو، ص۔۱۴۹ (۱۴۹۔۱۵۳)

۱۴ 'انشا' نجم الاسلام نمبر، ''ڈاکٹر نجم الاسلام......چند یادیں، چند باتیں''، ڈاکٹر محمود الرحمٰن، ص۸۷ (۸۵۔۸۹)

۱۵ انشاء، ص۔۸۸

۱۶ 'انشا' نجم الاسلام نمبر، ''ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب سے چند ملاقاتیں''، ڈاکٹر الیاس عشقی، ص۳۵، (۳۳۔۵۲)

۱۷ 'انشا' نجم الاسلام نمبر، ''میرے کرم فرما! ڈاکٹر نجم الاسلام''، ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، ص۵۴، (۵۳۔۵۵)

۱۸ // // //، ''نجم الاسلام کے خطوط عارف نوشاہی کے نام''، ڈاکٹر عارف نوشاہی، ص۹۰، (۹۰۔۹۱)

۱۹ // // //، ''ڈاکٹر نجم الاسلام''، ڈاکٹر وفا راشدی، ص۔۵۶ (۵۶۔۵۸)

۲۰ // // //، ''محترم ڈاکٹر نجم الاسلام کی یاد میں''، خورشید مصطفیٰ خان، ص۶۴، (۶۴۔۶۵)

۲۱ انشاء، ص۔۳۷

۲۲ انشاء، ص۔۵۷

۲۳۔ بحوالہ گفتگو ڈاکٹر سید جاوید اقبال۔

۲۴۔ 'تحقیق'، جلد۔۱۷، ش۔۱ (جنوری۔جون) ۲۰۰۹ء ''ڈاکٹر نجم الاسلام کے خطوط بنام ڈاکٹر معین الدین عقیل''، ڈاکٹر تنظیم الفردوس، ص ۱۷۳ (۱۶۹۔۱۹۸)

۲۵۔ 'انشا' نجم الاسلام نمبر، ''استاد گرامی''، ڈاکٹر فدا حسین انصاری، ص۔۱۱۹ (۱۱۸۔۱۲۱)

۲۶۔ // // //''عزت تھی جن کی چھاؤں......''، پروفیسر رونق افروز، ص۔۱۴۵ (۱۴۳۔۱۴۸)

۲۷۔ انشاء، ص، ۹۴

۲۸۔ انشاء، ص۔۱۷۰

۲۹۔ انشاء، ص۔۹۴

۳۰۔ رسالہ ''تحقیق''، شمارہ۔۷، ۱۹۹۳ء، تاریخِ اشاعت: جولائی ۱۹۹۴ء

۳۱۔ دیوان مہ لقابائی چندا، شفقت رضوی، ۱۹۹۰، مجلس ترقی ادب، لاہور

(یہ کتاب ادبیاتِ دکن کے حوالے سے ایک اہم تالیف ہے۔ مہ لقا چندا اردو کی پہلی صاحبِ دیوان شاعرہ ہیں۔ کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ وہ طویل مقدمہ ہے جس میں چندا کی شخصیت کے لیے 'بازاری' کا تاثر ختم کرنے کی کوشش ہے۔ چندا شعر و ادب اور فنونِ لطیفہ کی سرپرست اور علم دوست خاتون تھیں۔ کتاب کا دوسرا حصہ ''دیوانِ چندا'' ہے۔

۳۲۔ اسی کو شفقت رضوی نے 'تعارف' کہا ہے مگر ڈاکٹر نجم الاسلام کے جوابی خط میں رابعہ اقبال کی اس تحریر کو ''تبصرہ'' ہی لکھا گیا ہے۔

۳۳۔ پروفیسر اور سابق صدر شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی جامشورو۔ محترمہ کا انتقال ستمبر ۲۰۱۱ء میں ہوا۔

۳۴۔ شفقت رضوی کی کتاب ''مکاتیب سر محمد اقبال بنام سید سلیمان ندوی'' ادارہ تحقیقات افکار و تحریکاتِ ملی، کراچی نے ۱۹۹۲/۱۹۹۳ میں شائع کی۔ اس کتاب میں اقبال کے وہ خطوط ہیں جو انھوں نے دینی اور شعری ضرورتوں کے تحت سلیمان ندوی کو لکھے۔ سلیمان ندوی کے جوابات ضائع ہو جانے کے سبب ان خطوط میں تشنگی سی رہ گئی ہے۔ اگرچہ یہ خطوط پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں مگر اب اہلِ علم کی پہنچ میں نہیں رہے۔ خطوط کی دوسری اہمیت شفقت رضوی کے تحریر کردہ مفصل حواشی ہیں۔ علاوہ، انھوں نے اقبال اور سلیمان ندوی کے علمی اور باہمی رابطوں کی تاریخ اور تفصیل بھی بیان کی ہے۔

۳۵۔ مرزا سلیم بیگ، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی جامشورو۔

۳۶۔ شعبۂ اردو (سندھ یونیورسٹی) کی لائبریری۔

۳۷۔ ''مطالعہ حسرت موہانی''، حسن وقار گل کی مرتب کردہ یہ کتاب شفقت رضوی کے چودہ مضامین پر مشتمل ہے جسے گلرنگ پبلی کیشنز۔ کراچی نے ۱۹۹۴ء میں شائع کیا۔

۳۸۔ حمایت علی شاعر، ۱۴/ جولائی ۱۹۲۶ء حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ معروف ترقی پسند شاعر۔ جناب ایک معتد بہ

عرصہ شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی سے بطور استاد بھی وابستہ رہے اور اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت میں ۱۹۸۶ء میں رٹائر ہوئے۔ کچھ عرصے بعد کراچی منتقل ہو گئے۔

۳۹۔ رک: حواشی۔۶

۴۰۔ سید فضل الحسن، مولانا حسرتؔ موہانی

۴۱۔ نام کتاب: ''مخدوم محی الدین، حیات و ادبی خدمات''، شفقت رضوی کی یہ کتاب ادارہ ایوانِ اردو، کراچی نے ۱۹۹۴ء میں شائع کی۔ یہ کتاب اردو کے معروف ترقی پسند شاعر، کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے فعال لیڈر، تلنگانہ تحریک کے سربراہ، حیدرآباد دکن سے تعلق رکھنے والے مخدوم محی الدین کے حالاتِ زندگی، سیرت و کردار اور نثری و شعری کارناموں کا احاطہ کرتی ہے۔ شفقت رضوی نے ان کے مجموعوں سرخ سویرا، گلِ تر اور بساطِ رقص کا تجزیاتی مطالعہ بھی شاملِ کتاب کیا ہے اور ان مجموعوں کا حصہ نہ بن سکنے والے کلام کو بھی کتاب میں جگہ دی ہے۔

۴۲۔ کتاب: ''فیضانِ دکن''، شفقت رضوی کی یہ کتاب بہادر یار جنگ اکیڈمی۔ کراچی نے ۱۹۹۴ء میں شائع کی۔ شفقت رضوی نے اس کتاب میں ریاست حیدرآباد کے دفتری ریکارڈ سے ریاست کے آخری فرماں روا میر عثمان علی خان نظام سابع کے دور کی ریاستی سخاوتوں اور فیاضیوں سے فیض پانے والے اہلِ علم و قلم کے حاصل کردہ فیض کو ثابت کیا ہے۔ جن اکابرین کا اس کتاب میں ذکر ہے وہ سب بیرونِ ریاست سے تھے۔

۴۳۔ نواب مرزا خان داغؔ دہلوی (و۔۱۹۰۵ء، حیدرآباد دکن) ۱۸۵۷ء تک مغل دربار سے وابستہ رہے۔ دہلی اجڑی تو داغؔ نے رام پور کا رخ کیا۔ وہاں سے ۱۸۸۶ء میں حیدرآباد دکن جا بسے۔

۴۴۔ جلیل مانک پوری (و۔۱۹۴۶ء) امیر مینائی کے شاگرد، امیرؔ کے بعد نظام دکن کے استاد بھی مقرر ہوئے

۴۵۔ مولانا ظفر علی خان (و۔۱۹۵۶ء) علی گڑھ کالج سے فارغ التحصیل تھے۔ ظفرؔ علی خان کی شخصیت کثیر پہلو تھی۔ وہ شعلہ بیاں مقرر، آتش نوا شاعر، زود گو ادیب صحافی، نعت گو، قومی شاعر غرض بہت کچھ تھے۔

۴۶۔ مولانا عبدالحلیم شررؔ (و۔۱۹۲۶ء) لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مولوی تفضل حسین تھا۔ علی گڑھ کی فکری، علمی اور ادبی تحریک سے متاثر تھے۔ ایک رسالہ 'دلگداز' جاری کیا۔ مسلم نشاۃِ ثانیہ اور اصلاحِ معاشرہ کے مقصد کے تحت تاریخی اور معاشرتی ناول لکھے۔

۴۷۔ نظم طباطبائی (و۔۱۹۳۳ء) عثمانیہ یونیورسٹی میں دارالترجمہ میں کام کرتے تھے۔ شاعر تھے لیکن ان کی اصل اہمیت انگریزی ترجموں کی وجہ سے ہے۔

۴۸۔ غلام یزدانی، مرزا فرحت اللہ بیگ کے 'دانی' (ڈپٹی نذیر احمد کی کہانی، کچھ ان کی کچھ میری زبانی) موصوف ریاستِ عثمانیہ حیدرآباد دکن میں ڈائریکٹر محکمہ آثارِ قدیمہ رہے۔

۴۹۔ مولانا سید سلیمان ندوی، ندوۃ العلما کے ماتھے کا جھومر، شبلی نعمانی کے شاگردِ ارشد الرشید 'سیرت النبیؐ' کے شریکِ کارنامہ۔ اردو میں دینی اور سوانحی ادب کو بے حد فروغ دیا اور حیاتِ شبلی، سیرتِ عائشہ، رحمتِ عالم، خیام، نقوشِ سلیمانی اور خطباتِ مدراس جیسی کتابیں تصنیف کیں۔

۵۰ حفیظ جالندھری (و۔۱۹۸۳ء) ثنا خوانِ فطرت کہلاتے ہیں۔ اگرچہ اردو شاعری بھی حفیظ کی عطا ہے مگر 'قومی ترانے کا خالق' ان کا ایک آسان تعارف اور حوالہ بن گیا ہے۔ حفیظ کا شمار قومی شاعروں میں ہوتا ہے۔ اقبال، حالی اور ٹیگور سے متاثر ہیں۔ "یادِ ایام" (شاہنامۂ اسلام) ان کا بڑا کارنامہ گردانا جاتا ہے۔

۵۱ شبیر حسن خان جوش ملیح آبادی، فقیر محمد خان گویا کے خاندان سے تھے۔ اپنی شرارتوں کی وجہ سے علی گڑھ سے نکالے گئے۔ خودنوشت 'یادوں کی برات' بڑے عرصے تک توجہ کا مرکز رہی۔ بنیادی طور پر رومانی شاعر تھے۔ اس رومانویت نے برصغیر کے معروضی حالات کے زیرِ اثر انقلابیت اوڑھ لی تھی۔ بسیار گو تھے۔ لفظوں کا ایسا اچھا استعمال بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا جیسا کہ جوش کو تھا۔

۵۲ تحقیق، شمارہ ہفتم، رک: حواشی۔۱

۵۳ ۱۹۸۶ء میں رٹائر ہوئے۔

۵۴ رک: حواشی۔۳۶

۵۵ کتاب ''فیضانِ دکن''۔

۵۶ محترمہ رابعہ اقبال، محترمہ ڈاکٹر سعدیہ نسیم، محترمہ فہمیدہ شیخ، جناب عتیق احمد جیلانی، جناب مرزا سلیم بیگ، جناب سید جاوید اقبال۔

۵۷ بہادر یار جنگ اکیڈمی۔ کراچی

۵۸ نام نشاۃ النسا تھا۔ حسرت موہانی کی قریبی عزیز تھیں۔ وہ ایک جامع اور قابل شخصیت تھیں۔ حسرت کی حریت، وحدانیت اور استبداد کا انکار ان کی بیگم کے بھی اوصاف ہیں۔ حسرت صرف اس لیے حسرت ہیں کیوں کہ انھیں نشاۃ النسا کا ساتھ ملا۔ بیگم نے حسرت کی گرفتاریوں، پریشانیوں، جدوجہدوں کے مضرات کا استقامت سے مقابلہ کیا۔ وہ عالی ظرف، بردبار اور بلند کردار خاتون تھیں۔ انھوں نے سیاست میں بھرپور حصہ لیا۔ حسرت کے تمام دواوین بیگم حسرت ہی نے مرتب کیے۔

۵۹ ''بیگم حسرت موہانی (حیات و سیرت)''، نشاۃ النسا بیگم میموریل سوسائٹی۔ کراچی نے ۱۹۹۴ء میں شائع کی۔ کتاب دس ابواب اور دو ضمائم پر مشتمل ہے۔ کتاب میں شفقت رضوی نے بیگم حسرت موہانی کا حسب نسب، حسرت سے شادی ان کی بے مثال وفاداری، ثابت قدمی اور بلند کرداریت کو موضوع بنایا ہے۔ شفقت رضوی نے اس دور کے رسائل اور اخبارات تک رسائی پا کر مضبوط حوالے نکالے ہیں۔ یہ کتاب ایسے ہی حوالوں پر انحصار کرتی ہے۔ یہ کتاب تحقیق کی معنویت کو اجاگر کرتی ہے۔

۶۰ پہلی تین کتابیں ''مطالعہ حسرت موہانی''، ''مخدوم محی الدین، حیات و ادبی خدمات''، ''اور فیضانِ دکن'' ہیں جو ''بیگم حسرت موہانی (حیات و سیرت)'' سے قبل سال ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئیں۔

۶۱ ''تذکرۃ الشعرا از حسرت موہانی''، مرتب: شفقت رضوی، ادارہ یادگارِ غالب۔ کراچی نے ۱۹۹۹ء میں پہلی مرتبہ شائع کی۔ صفحات کی کل تعداد ۶۸۶ ہے۔ ''مولانا حسرت موہانی کی تذکرہ نگاری'' کتاب سید محمد اصغر کاظمی نے

مرتب کی ہے جس میں حسرت کی تذکرہ نگاری سے متعلق سات مقالات شامل ہیں۔ علاوہ اسکے ڈاکٹر فرمان فتح پوری، رئیسہ موہانی، ڈاکٹر حسرت کاسگنجوی، محمد محسن شیخ اور ہارون رشید کی تاثراتی تحریریں بھی ہیں۔ یہ کتاب ۲۰۰۸ء میں مولانا حسرت موہانی لائبریری اینڈ ہال ٹرسٹ نے شائع کی۔

۶۲۔ شاہ ظہور الدین حاتم (و۔۱۷۸۲ء) تحریکِ ایہام گوئی کے سرخیل تھے۔ ایہام گوئی کو عروج پر پہنچایا حاتم کے شاگردوں میں مرزا رفیع سودا، عبدالحئی تاباں اور سعادت یار خان رنگین جیسے قادر الکلام شعرا شامل ہیں۔ سپہ گری پیشہ تھا۔ مگر شاعری دربار میں لے آئی۔ شاہ حاتم ہی نے ایہام گوئی کے خلاف بھی کام کیا اور تازہ گوئی کو فروغ دیا۔ حاتم کا دیوان "دیوان زادہ" کے نام سے ہے۔

۶۳۔ "تحقیق" شعبہ اردو جامعہ سندھ کا تحقیقی جرنل۔ پہلے مدیر ڈاکٹر نجم الاسلام ۱۹۸۷ء تا ۲۰۰۱ء (وفات) ۱۳ شمارے، مدیر دوم ڈاکٹر سید جاوید اقبال ۲۰۰۶ء تا حال (۱۱ شمارے)

۶۴۔ ''علامہ اقبال اور اردوئے معلیٰ''۔

۶۵۔ سروری بیگم، اکلوتی بہن اور سب (چھے) بھائیوں سے چھوٹی۔ اب انتقال ہو چکا ہے۔ لطیف آباد نمبر ۱۱ (حیدر آباد) میں رہائش پذیر تھیں۔

۶۶۔ تحقیق، شمارہ ۸۔۹ (مشترکہ) ۱۹۹۴ء۔۱۹۹۵ء، فروری ۱۹۹۶ء

۶۷۔ ''انشا''، 'ادارہ انشا حیدر آباد' کے زیرِ اہتمام جاری ہونے والا سہ ماہی ادبی تحقیقی رسالہ۔ 'انشا' کا پہلا شمارہ ۱۹۹۳ء (کتابی سلسلہ) میں شائع ہوا۔ بانی / پہلے مدیر شاہ انجم (رک: حواشی۔۹۴) تھے۔ ان کی ادارت میں ابتدائی ۱۷ شمارے جاری ہوئے۔ دیگر مدیران میں رفیق احمد خان اور صفدر علی خان (حال) شامل ہیں۔ 'ادارہ انشا' کے تاسیسی ارکان: مسیح الدین عثمانی، عتیق احمد جیلانی، سید شاہ انجم، صفدر علی خان، رفیق احمد خان، رفعت احمد شیخ، مرزا عاصی اختر اور مرزا سعید بیگ۔

۶۸۔ پروفیسر ڈاکٹر عتیق احمد جیلانی، استاد شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی جامشورو

۶۹۔ 'انشا' کے کسی بھی شمارے میں یہ تبصرہ شامل نہیں ہے۔ ہم نے کھوج لگانے کے لیے مہتاب احمد سے رجوع کیا۔ (مہتاب احمد نے ایم۔اے اردو کے مونوگراف کے لیے 'انشا' کا اشاریہ سید جاوید اقبال کی زیرِ نگرانی، سال ۲۰۰۸ء میں مرتب کیا تھا)۔ ان کے اشاریے کے مطابق اس کتاب پر کوئی بھی تبصرہ انشا کے کسی پرچے میں شائع نہیں ہوا۔ شفقت رضوی کا استفسار ''شاید'' پر ہے۔ ممکن ہے اطلاع ملنے تک 'انشا' میں چھپنے کا امکان ہو مگر بعد میں شامل نہیں کیا جا سکا ہو۔

۷۰۔ غیاث الدین، اسسٹنٹ؛ پروفیسر (حال تعیناتی ایف۔جی کالج اسلام آباد)، ملا واحدی (خواجہ حسن نظامی کے یارِ غار) کو ایم۔اے کے مونوگراف کا موضوع بنایا تھا۔

۷۱۔ ڈاکٹر سید جاوید اقبال، پروفیسر اور سابق صدر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی جامشورو۔

۷۲۔ محترمہ سعدیہ نسیم، محترمہ فہمیدہ شیخ، مرزا سلیم بیگ۔

۷۳۔ ''اودھ پنچ اور پنچ نگار'' شفقت رضوی کی یہ کتاب اردو اکیڈمی۔ کراچی نے ۱۹۹۶ء میں شائع کی۔ 'اودھ پنچ' پہلا ادبی اور سیاسی طنز و مزاح کا اخبار تھا جسے منشی سجاد حسین نے ۱۷ر جنوری ۱۸۵۵ء کو جاری کیا۔ یہ ہفت روزہ تھا۔ اس اخبار میں لکھنے والے سجاد حسین، نواب سید محمد آزاد، مرزا مچھو بیگ، اکبر الہ آبادی، احمد علی شوق، تربھون ناتھ ہجر و ہجر، رتن ناتھ سرشار وغیرہم تھے۔ اس کتاب میں شفقت رضوی نے اودھ پنچ کو صحافتی تحریک قرار دیا ہے۔ لکھنے والوں کے سوانحی خاکوں اور تحریروں کے نمونے پیش کر کے آنے والوں کے لیے ایک جامع تحقیق کی راہ کی نشان دہی کر دی ہے۔

۷۴۔ اردوے معلیٰ، ادبی رسالہ جسے حسرت نے علی گڑھ سے جولائی ۱۹۰۳ء سے جاری کیا۔ رسالے کے ادوار: جولائی ۱۹۰۳ء سے اپریل ۱۹۰۸ء، ۲۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء سے جون ۱۹۱۳ء، ۳۔ جنوری ۱۹۲۵ء سے مارچ ۱۹۴۲ء۔ یہ رسالہ ادبی اور سیاسی سرگرمیوں کا مرقع تھا۔ اپنی راست گوئی اور حکومتِ انگلشیہ پر تنقید سے اسے پابندیوں اور دیگر پریشانیوں کا سامنا رہا مگر رسالے کی روش تا دمِ مرگ قائم رہی۔

۷۵۔ سراج اورنگ آبادی پر تحقیق کے دوران بارہویں صدی ہجری کے دیگر شعرا بھی سامنے آئے۔ ان پر جمع شدہ مواد سے پانچ مضامین تشکیل پا گئے۔ یہ کتاب انھی مضامین پر مشتمل ہے۔ شفقت رضوی نے کتاب میں عارف الدین خان عاجز (معاصر سراج)، خواجہ عنایت اللہ فتوت (شاگرد سراج)، ضیاء الدین پروانہ (مریدِ خاص سراج)، مہ لقا بائی چندا اور صنف 'سراپا' کے بارے میں مضامین لکھے ہیں۔ علاوہ دو 'سراپے' (دوسرے شاعروں کے) بھی شاملِ کتاب ہیں۔ یہ کتاب بہادر یار جنگ اکیڈمی نے ۱۹۹۵/۹۶/۹۷ میں شائع کی۔

۷۶۔ دکنی ادب کے مطالعات، مراد ہے کہ دکن وہ خطہ ہے جس کے قلم کار بیرونی اثرات سے بچ کر زمینِ دکن سے جڑے رہ کر اردو کی پرداخت کرتے رہے۔ اردو ادب میں ادبیاتِ دکن ایک الگ اور مکمل فکر اور اسلوب کا حامل ہے۔ اتنا منفرد کہ بعضے دکن کی اردو کو ایک الگ زبان اور ادب کو ایک الگ زبان کا ادب کہہ گزرتے ہیں۔

۷۷۔ فلیٹ نمبر ۵۵۔ بی، حق باہو پلازہ، بلاک ۱۳۔ سی، گلشنِ اقبال، کراچی

۷۸۔ ۲۳۷۔ النور سوسائٹی، فیڈرل بی ایریا، بلاک۔ ۱۹، کراچی

۷۹۔ شمارہ (۱۰۔۱۱) مئی/۱۹۹۸ء

۸۰۔ مشفق خواجہ (و۔ ۲۰۰۵ء) مولوی عبدالحق کے معنوی شاگرد سمجھے جاتے ہیں۔ گم شدہ نوادرات کی بازیافت سے خاصا شغف تھا۔ ''تذکرہ خوش معرکہ زیبا''، جائزہ مخطوطاتِ اردو اور ''غالب اور صفیر بلگرامی'' ان کے تدوینی طریق کے شاہکار مانے جاتے ہیں۔

۸۱۔ اصل نام تصدق حسین خان، شاہ جہاں پور (یو پی) میں ۱۹۴۰ء میں پیدا ہوئے۔ ذات کے پٹھان ہیں۔ ابوسلمان ہندی اور ابوسلمان سندھی کے قلمی ناموں سے بھی لکھا مگر بعد میں ابوسلمان شاہ جہان پوری نام اختیار کیا۔ ۱۹۵۱ء میں پاکستان آئے۔ ۱۹۷۰ء میں ایم۔ اے اور ۱۹۸۰ء میں پی ایچ ڈی کیے۔ چالیس سے اوپر تحقیقی کام ہیں۔ ان کے محبوب موضوعات ابوالکلام آزاد اور مولانا محمد علی جوہر ہیں۔

۸۲ شفقت رضوی کا یہ مضمون تحقیق میں شائع نہیں کیا گیا۔عدم اشاعت کی وجہ ڈاکٹر نجم الاسلام نے جوابی خط میں اشارہ کر دی ہے۔

۸۳ 'تحقیق نقوش' پر تبصرہ ڈاکٹر نجم الاسلام نے تحریر کیا تھا جو تحقیق کے شمارے (۱۰۔۱۱) ۹۶ء۔۹۷ء میں شائع ہوا جو مئی ۹۸ء میں سندھ یونیورسٹی پریس اولڈ کیمپس، حیدر آباد سے چھپا تھا۔

۸۴ شمارہ (۱۰۔۱۱) مئی ۱۹۹۸ء

۸۵ تحقیق (سالانہ تحقیقی مجلّہ) دسواں، گیارھواں مشترکہ شمارہ، مئی ۱۹۹۸ء سندھ یونیورسٹی کی پچاسویں سالگرہ تقریبات (۱۹۴۷۔۱۹۹۷) کی مناسبت سے بطورِ خاص شائع ہوا۔

۸۶ ڈاکٹر معین الدین عقیل کی کتاب ہے جس پر انھیں ڈی۔لٹ کی ڈگری (کراچی یونیورسٹی سے) ملی۔اس کی پہلی اشاعت تحقیق (شمارہ ۸۔۹) میں ہوئی۔

۸۷ کتاب "اذکارِ دکن" بہادر یار جنگ اکیڈمی۔کراچی نے ۱۹۹۸ء میں شائع کی۔اس کتاب میں شفقت رضوی کے دکنی ادب، ثقافت اور سیاسی تاریخ کے حوالے سے لکھے گئے تحقیقی مضامین جمع کیے گئے ہیں۔یہ مضامین آخری حکمران میر عثمان نظام سابع کے شعری مجموعوں، ریاست کی ہندو مسلم کے حوالے سے پالیسی، تحریکِ خلافت میں ریاست کے کردار، جامعہ عثمانیہ کے دارالترجمہ، حالی کی ریاست حیدرآباد دکن اور جوش کے داماد کے شائع کردہ جوش کے دو خطوں کے مندرجات کا رد جیسے موضوعات پر مشتمل ہیں۔

۸۸ افضال احمد بخاری، شاگرد شعبۂ اردو، مقالہ ایم۔اے بہ عنوان "حسرت موہانی اور ان کی حیات

۸۹ ایک آپریشن گردے کا اور ایک غدود کا کرانے پڑے تھے۔(بہ حوالہ گفتگو شاہ انجم)

۹۰ یہ تبصرہ تحقیق شمارہ ۱۲۔۱۳ (۹۸ء۔۹۹ء، شائع ستمبر ۲۰۰۰ء) کے صفحہ ۹۸۰۔۹۸۲ پر شائع ہوا۔

۹۱ اصل نام شاہ انجم، پ۔۲۳/۹/۱۹۶۵، جیکب آباد، ۱۹۸۴ء میں ملازمت کا آغاز کیا۔۱۹۹۳ء میں لیکچرر مقرر ہوئے۔ ان کا تعلق بخارا کے سادات سے ہے۔حیدر آباد میں ادبی اشاعتی سرگرمیوں کو فروغ دیا۔ادارہ انشا کا قیام، سہ ماہی 'انشا' کا اجرا اور متعدد تحقیقات اور ان کی اشاعت ان کے نام ہے۔تصنیفی اور تحقیقی کاموں میں جلیل قدوائی، شخصیت و فن (مقالہ برائے ایم۔اے، ۱۹۹۲ء) رفا پبلی کیشنز۔کراچی، جلیل قدوائی کی تحقیقی و تنقیدی خدمات (مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی)، جگر اور اصغر (مرتبہ) ۲۰۰۳ء، ادارہ یادگارِ غالب۔کراچی، روضات (منسوب بہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی) ۲۰۰۴ء۔ مجلّہ 'مصداق' جاری کیا۔(۱۹۹۵۔۲۰۰۶، دس شمارے) 'انشا' کے بانی مدیر ہیں۔ معتمدِ اعزازی بھی رہے۔علاوہ، حیدر آباد سے نکلنے والے رسالے 'قومی افق' کے نائب مدیر رہے۔

۹۲ افسر امروہوی، نام منظور احمد (۱۸۹۶۔۱۹۸۴) امروہہ میں پیدا ہوئے۔۱۹۲۷ء میں کراچی آئے۔استاد اور بعد ازاں ہیڈ ماسٹر رہے۔۱۹۵۲ء میں رٹائر ہوئے۔انجمن ترقی اردو کے سیکریٹری (۶۳ء۔۸۴ء) رہے۔افسر امروہوی شاعر، ادیب، محقق، ماہرِ علمِ عروض، مترجم اور صحافی کی حیثیت سے مشہور رہے۔سندھ سے الفت کے گیت لکھے۔سندھ کے حوالے سے تحقیقی کام بہت کیے۔شعری کتب: برقِ تخیل، تابشِ خیال، شہاب

تخلیق، رباعیاتِ افسر۔ تحقیقی کتب: مصحفی، حیات وکلام، تلامذۂ مصحفی، تذکرہ شعرائے امروہہ، ہادی الجمع۔ انتقال کراچی میں ہوا۔

۹۳ گلشن اقبال، حق باہو پلازہ کے فلیٹ میں عرصے تک رہائش پزیر رہے۔ مگر دسمبر ۷ ۹ ء میں دل کا دورہ پڑنے کے بعد یہ فلیٹ چھوڑ دیا اور النور سوسائٹی میں مقیم ہو گئے۔ پاکستان میں آخری زمانہ ایکس۔۵ ۷ ۱، پی۔ای۔سی۔ایچ۔ایس ، بلاک۔۲، کراچی میں گزارا۔ اس کے بعد امریکہ چلے گئے۔

۹۴ کراچی کا ایک اشاعتی ادارہ۔

فہرست اسنادِ محولہ:

۱۔ عشرت مرتضیٰ: ۲۰۰۳ء ''شفقت رضوی کی حسرت شناسی اور تحقیقی کاوشیں''، ادارۂ انشا حیدر آباد۔

۲۔ بیگ، فرحت اللہ، مرزا: ۱۹۶۱ء، ''ڈپٹی نذیر احمد کی کہانی، کچھ ان کی کچھ میری زبانی''، دوسرا ایڈیشن، اردو اکیڈمی سندھ۔ کراچی۔

۳۔ وفیاتِ اہلِ قلم: ۲۰۰۸ء، اکادمی ادبیات پاکستان،

رسائل:۔

۱۔ ''انشا'' (سہ ماہی) حیدر آباد: مارچ ۲۰۰۲ء، ڈاکٹر نجم الاسلام نمبر (حصہ اوّل)، ادارۂ انشا حیدر آباد۔

۲۔ ''تحقیق'': (جنوری۔ جون) ۲۰۰۹ء، جلد۔ ۱۷، ش۔ ۱، شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو۔